اور غیر مانوس شے کو خندۂ استہزا میں اڑا دینے کی طرف ہر دم مائل رہتی ہے ـ ویسے اس کے عروج کے لئے سازگار زمانہ بھی وہی ہوتا ہے کہ جب معاشرے کی منجمد فضا میں کسی انقلابی تبدیلی کے باعث بعض ایسے نئے رجحانات جنم لے لیتے ہیں جو معاشرے کی اقدار سے ہم آہنگ نہیں ہوتے ـ ۱۸۵۷ کے ہنگامے کے بعد ایک ایسی ہی ہیجانی کیفیت نے اکبر الہ آبادی کی طنزیہ شاعری کو جنم دیا تھا اور دوسری جنگ عظیم اور ۱۹۴۷ کی تقسیم ہند کے بعد ایسی ہی صورت حال نے مجید لاہوری سید محمد جعفری ضمیر جعفری، ظریف جبلپوری اور حاجی لق لق کو طنزیہ اشعار کہنے پر مجبور کیا ہے ـ

طنز و مزاح کی اس رو کے بارے میں یہ بات البتہ قابل غور ہے کہ اس کا روئے سخن عالمگیر انسانی حماقتوں یا مستقل سطحی بے اعتدالیوں کی بجائے صرف ان خارجی رجحانات کی طرف ہوتا ہے جو ایک خاص دور میں کسی معاشرے پر اثر انداز ہوتے ہیں اور جنہیں اس معاشرے کا شاعر قابل اعتراض قرار دیتا ہے ـ ہو سکتا ہے کہ وقت گزر جانے پر ہم ان رجحانات سے اس قدر مانوس ہو جائیں کہ ان کے وہ مضحک پہلو جو آج محض ان کی اجنبیت کے باعث مضحکہ خیز نظر آتے ہیں ہمیں مضحکہ نظر نہ آئیں یا یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد یہ رجحانات اس قدر کم زور ثابت ہوں کہ زندہ نہ رہیں ـ ایسی صورت حال میں ان رجحانات پر طنز کی شدت کے برقرار رہنے کے امکانات بھی کچھ زیادہ نہیں ـ اکبر الہ آبادی نے اپنے زمانے میں جن رجحانات پر طنز کی تھی وہ آج اسی قدر عام ہو رہے